تصریحات

بعض مغرب زدہ لوگوں کا اعتراض ہے کہ اسلام کے عقائد، خیالات، تہذیب اور روایات چودہ سو سال پرانے ہیں اور زمانے کے تقاضے نئے ہیں۔ اسلئے انہیں جدید ماحول کی روشنی میں ڈالنا ضروری ہے۔ یہ اعتراض بیحد گھٹیا اور حقائق سے بعید ہے۔ کیونکہ اسلام اتنا ہی قدیم مذہب ہے جتنا جدید ہے۔ بلاشبہ اسلام ایک متحرک اور عالمگیر دین ہے جو ترقی پذیر اور ہر لمحہ تغیر پذیر زندگی کے لیل و نہار کی رہنمائی کر سکتا ہے۔ اسلام زمانے کے بدلتے ہوئے تقاضوں میں خود نہیں ڈھلتا بلکہ اپنی عالمگیر اور نکتہ رس حکمت و تدبیر کے سانچوں میں ان تقاضوں کو ڈھال لیتا ہے۔ کیونکہ ہر دور کے تقاضوں کی تکمیل و اصلاح کے بغیر اسکی ابدیت و اکملیت پر حرف آتا ہے۔ چونکہ اللہ کا پسندیدہ دین صرف اسلام ہے۔ ان الدین عند اللہ الاسلام تو پھر یہ بات علی وجہ البصیرت کہی جا سکتی ہے کہ انسانیت کی فلاح و بہبود اسلام اور اسلام سے وابستہ ہے۔ اور یہی وہ دین ہے جسے خالق کائنات نے انسانوں کی ہدایت اور راہنمائی کیلئے پسند فرمایا ہے۔ اسی دین کی تبلیغ و اشاعت کیلئے انبیاء کرام مبعوث کیے گئے۔ اسلام کی آخری اور مکمل ترین صورت دنیا کو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ حاصل ہوئی۔ ارشادِ خداوندی ہے۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔

اتمام نعمت اور دین اسلام، امت محمدیہ کیلئے بہت بڑا اعزاز ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس دین کے علاوہ کوئی دوسرا دین، انسانیت کی حقیقی فوز و فلاح اور دارین میں سرخروئی کا ضامن

نہیں بن سکتا۔ انسانیت کی بھلائی کا کارزار صرف اور صرف اسلام کی اتباع میں مضمر ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ بھٹکی ہوئی انسانیت رشد و ہدایت کے اس سرمدی سرچشمے سے اپنی لب تشنگیاں کب دور کرتی ہے۔ اس بات کا انحصار بڑی حد تک ان لوگوں کے طرز فکر و عمل پہ ہے۔ جو اپنے آپ کو دین حق کا علمبردار سمجھتے ہیں۔ اگر یہ لوگ صحیح معنوں میں اسلامی تعلیمات پہ عمل پیرا ہو جائیں تو وہ نہ صرف خود دین و دنیا کی کامیابیوں سے اپنے دامن کو مالا مال کر سکتے ہیں۔ بلکہ بھٹکی ہوئی انسانیت کو ضلالت و گمراہی سے نکال کر فلاح و کامرانی سے ہمکنار کر سکتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو زندگی کے ہر موڑ پہ انسان کی رہنمائی کرتا ہے اور ایسے اصول اور ایسا اسلوب حیات پیش کرتا ہے اور یہی وہ مذہب ہے جو انسانی مساوات اور عالمی اخوت کا پیغامبر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام انسان اللہ کے نزدیک برابر ہیں۔ گورے کو کالے پر اور عربی کو عجمی پہ کوئی فوقیت نہیں۔ مگر تقویٰ وجہ امتیاز ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید کا ارشاد ہے۔ اِنَّ اکرمکم عند اللہ اتقاکم

یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک صاحب عزت و تکریم وہ ہے جو تقویٰ میں سب سے آگے ہے۔

ابراہیم لنکن نے دنیا میں اس وجہ سے بڑی شہرت حاصل کی ہے کہ اس نے شمالی امریکہ میں غلاموں کو آزادی دی تھی۔ حالانکہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیوں پیشتر یہ عمل خود کر کے دکھلایا۔ اور تکریم انسانیت کے پیش نظر آپ غلاموں کو خرید کر آزاد کر دیا کرتے تھے۔ اس وقت معاشرے میں غلاموں کو جس قدر حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اسی قدر آپ نے انکو عظمت عطا کی۔

صہیب رومیؓ ہو یا بلال حبشیؓ۔ اسی معاشرے میں بلال کو وہ عظمت نصیب ہوئی کہ انہیں مؤذن بنا کر بلند و بالا کر دیا۔ جبکہ ان کا تلفظ بھی درست نہیں تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری الفاظ پہ نہ جاتے تھے۔ بلکہ آپ کی نظریں اس جذبہ پہ تھیں جو بلالؓ کے دل کی گہرائیوں میں کروٹیں لے رہا تھا۔

اس وقت دنیا میں دو طرح کے معاشی نظام برسرِ پیکار ہیں۔ ایک طرف

سرمایہ دارانہ نظام ہے۔ دوسری طرف سوشلزم جو کمیونزم کی ترقی یافتہ شکل ہے۔ دونوں نظامہائے زندگی، انسانیت کو تباہی کی طرف لے جا رہے ہیں۔ اور دنیا اس حقیقت کو فراموش کر چکی ہے کہ کمیونزم اور مغرب کی مادی قدروں کے مابین اسلام ہی وہ فطری نظام زندگی ہے جو انسانیت کو تباہی و ہلاکت سے بچا سکتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلامی اقدار کو اپنی زندگی کا محور بنایا جائے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

ومن یتبع غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ

یعنی اسلام کے علاوہ کوئی اسلوب حیات اور طریق زندگی اللہ کے ہاں قبول ہی نہیں۔

پھر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد ہی یہ تھا کہ وہ دنیا کو گمراہی سے نکال کر صراطِ مستقیم پر گامزن کریں۔

لہٰذا مغرب کی جدت پسندی کو اپنانے کی بجائے اسلامی نظریۂ حیات کو اپنایا جائے۔ کیونکہ یہ نظریہ دورِ جدید کے تمام تقاضوں کو پورا کرتا ہے اور فطرت انسانی کا امین ہے۔

بشیر انصاری

۲۰ ستمبر سنہ ۱۹۸۹ء